روزنامہ

ٹیلی فون نمبر 047-6213029 FR-10

الفضل

ایڈیٹر : عبدالسمیع خان

web: http://www.alfazl.org
email: editor@alfazl.org

پیر 26۔مارچ 2012ء 2 جمادی الاول 1433 ہجری 26۔امان 1391 ہش جلد 62-97 نمبر 71

ارشادات عالیہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ

میں اس لئے بھیجا گیا ہوں کہ تا ایمانوں کو قوی کروں اور خدا تعالیٰ کا وجود لوگوں پر ثابت کر کے دکھلاؤں۔ کیونکہ ہر ایک قوم کی ایمانی حالتیں نہایت کمزور ہوگئی ہیں اور عالم آخرت صرف ایک افسانہ سمجھا جاتا ہے اور ہر ایک انسان اپنی عملی حالت سے بتا رہا ہے کہ وہ جیسا کہ یقین دنیا اور دنیا کی جاہ ومراتب پر رکھتا ہے اور جیسا کہ اس کو بھروسہ دنیوی اسباب پر ہے یہ یقین اور بھروسہ ہرگز اس کو خدا تعالیٰ اور عالم آخرت پر نہیں۔ زبانوں پر بہت کچھ ہے مگر دلوں میں دنیا کی محبت کا غلبہ ہے۔ حضرت مسیح نے اسی حالت میں یہود کو پایا تھا۔ اور جیسا کہ ضعف ایمان کا خاصہ ہے یہود کی اخلاقی حالت بھی بہت خراب ہوگئی تھی اور خدا کی محبت ٹھنڈی ہوگئی تھی۔ اب میرے زمانہ میں بھی یہی حالت ہے۔ سو میں بھیجا گیا ہوں کہ تا سچائی اور ایمان کا زمانہ پھر آئے اور دلوں میں تقویٰ پیدا ہو۔ سو یہی افعال میرے وجود کی علت غائی ہیں۔ مجھے بتلایا گیا ہے کہ پھر آسمان زمین سے نزدیک ہوگا بعد اس کے کہ بہت دور ہوگیا تھا۔ سو میں انہی باتوں کا مجدد ہوں۔ اور یہی کام ہیں جن کے لئے میں بھیجا گیا ہوں۔

(کتاب البریہ۔ روحانی خزائن جلد13 صفحہ 291)

اب اتمام حجت کے لئے میں یہ ظاہر کرنا چاہتا ہوں کہ اسی کے موافق جو ابھی میں نے ذکر کیا ہے۔ خدائے تعالیٰ نے اس زمانہ کو تاریک پا کر اور دنیا کو غفلت اور کفر اور شرک میں غرق دیکھ کر ایمان اور صدق اور تقویٰ اور راست بازی کو زائل ہوتے ہوئے مشاہدہ کر کے مجھے بھیجا ہے کہ تا وہ دوبارہ دنیا میں علمی اور عملی اور اخلاقی اور ایمانی سچائی کو قائم کرے اور تا...... کو ان لوگوں کے حملہ سے بچائے جو فلسفیت اور نیچریت اور اباحت اور شرک اور دہریت کے لباس میں اس الٰہی باغ کو کچھ نقصان پہنچانا چاہتے ہیں۔

(آئینہ کمالات اسلام - روحانی خزائن جلد5 صفحہ 251)

وہ کام جس کے لئے خدا نے مجھے مامور فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ خدا میں اور اس کی مخلوق کے رشتہ میں جو کدورت واقع ہو گئی ہے اس کو دور کر کے محبت اور اخلاص کے تعلق کو دوبارہ قائم کروں۔ اور سچائی کے اظہار سے مذہبی جنگوں کا خاتمہ کر کے صلح کی بنیاد ڈالوں۔ اور وہ دینی سچائیاں جو دنیا کی آنکھ سے مخفی ہوگئی ہیں ان کو ظاہر کردوں۔ اور وہ روحانیت جو نفسانی تاریکیوں کے نیچے دب گئی ہے اس کا نمونہ دکھاؤں اور خدا کی طاقتیں جو انسان کے اندر داخل ہو کر توجہ یا دعا کے ذریعہ نمودار ہوتی ہیں حال کے ذریعہ سے نہ محض مقال سے ان کی کیفیت بیان کروں۔ اور سب سے زیادہ یہ کہ وہ خالص اور چمکتی ہوئی توحید جو ہر ایک قسم کی شرک کی آمیزش سے خالی ہے جو اب نابود ہو چکی ہے اس کا دوبارہ قوم میں دائمی پودا لگا دوں۔ اور یہ سب کچھ میری قوت سے نہیں ہوگا بلکہ اس خدا کی طاقت سے ہوگا جو آسمان اور زمین کا خدا ہے۔

(لیکچر لاہور۔ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 180)

تم ایمان نہیں لائے

بادیہ نشین کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے۔ تو کہہ دے کہ تم ایمان نہیں لائے لیکن صرف اتنا کہا کرو کہ ہم مسلمان ہو چکے ہیں۔ جبکہ ابھی تک ایمان تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا۔ اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو تو وہ تمہارے اعمال میں کچھ بھی کمی نہیں کرے گا۔ یقیناً اللہ بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔ (سورۃ الحجرات: 15)

بیوت الحمد منصوبہ اور خدمت خلق

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے 1982ء میں بیت بشارت سپین کے افتتاح کے موقع پر بطور شکرانہ بیوت الحمد سکیم کا اعلان فرمایا۔ جس میں ابتدائی طور پر 100 گھر تعمیر کر کے خدا کے حضور پیش کرنے تھے۔ اسی بیوت الحمد منصوبہ کے تحت بیوگان اور مستحقین کو حسب ضرورت رہائش کی سہولت فراہم کی جاتی ہے۔ اس میں خدا نے برکت دی اور اس وقت تک ہر قسم کی سہولیات سے آراستہ بیوت الحمد کالونی میں 112 کوارٹرز تعمیر ہو چکے ہیں اور مزید 18 کوارٹرز آج کل زیر تعمیر ہیں۔ اسی طرح 700 سے زائد خاندانوں کی ان کے اپنے مکانوں کی تعمیر و توسیع کیلئے کروڑوں روپے کی امداد دی جا چکی ہے اور یہ سلسلہ جاری ہے۔ احباب جماعت اس بابرکت تحریک میں زیادہ سے زیادہ مالی قربانی پیش فرمائیں۔ ایک مکمل مکان کی تعمیر کے اخراجات کم وبیش 20 لاکھ روپے ہوتے ہیں۔ ایک مکان کے پورے اخراجات سے لے کر حسب استطاعت آپ جو بھی مالی قربانی پیش فرمائیں مقامی جماعت کے نظام کے تحت یا براہ راست مد بیوت الحمد خزانہ صدر انجمن احمدیہ میں ارسال فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔ (صدر بیوت الحمد منصوبہ)

درخواست دعا

☆ مختلف مقدمات میں ملوث افراد جماعت کی باعزت بریت کیلئے درخواست دعا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان احباب کی قربانی قبول فرمائے اور ہر قسم کے شر سے محفوظ رکھے۔ آمین

مشعل راہ

معاہدہ تقویٰ اور عدل کے تقاضوں پر مبنی ہونا چاہئے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز خطبہ جمعہ فرمودہ 5 مارچ 2004ء میں سورۃ النساء کی آیت 136 تلاوت کی اور فرمایا:۔

حضرت خلیفہ اول فرماتے ہیں (۔) کہ تمہاری گواہیاں اللہ تعالیٰ کے لئے عدل کے ساتھ ہوں پھر اس کی تشریح کہ (۔) کسی کی دشمنی انصاف کے مانع نہ ہو۔ مثال دیتے ہیں مثلاً بعض غیر آریہ لوگ اس زمانے میں تھے تمہیں دفتروں سے نکالنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں، (۔) کی یہ تعلیم نہیں ہے کہ تم ان کے مقابلے میں بھی ایسی کوشش کرو، جہاں تمہیں اختیار ہو تم ان کے خلاف کارروائی کرو، نہیں ایسا نہیں ہونا چاہئے۔

فرمایا اللہ تعالیٰ نے تقویٰ کا علاج یہ بتایا ہے کہ تم یہ یقین رکھو کہ تمہارے کاموں کو دیکھنے والا اور ان سے خبر رکھنے والا بھی کوئی ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۔ 15/اگست 1909ء بحوالہ حقائق الفرقان جلد 2 صفحہ 75)۔ اس طرح تم تقویٰ پہ قائم ہو جاؤ گے، تمہیں یقین ہو گا کہ تمہیں دیکھنے والا، تمہارے کاموں سے باخبر کوئی ہے تو پھر یہ اعلیٰ معیار عدل وانصاف کے قائم ہوسکیں گے۔

پھر بعض لوگوں کو عادت ہے کہ بعض کاروباری لوگ جو بعض دفعہ بہت ہوشیار چالاک بنتے ہیں کم تجربہ والے کو ساتھ ملا کر کاروبار کرتے ہیں۔ بعض بیچاروں کے پاس پیسہ تو آ جاتا ہے ایسے سیدھے ہوتے ہیں کہ جو اِن چالاک اور ہوشیار آدمیوں کی باتوں میں آ جاتے ہیں اور ان سے کاروبار کا ایسا معاہدہ کر لیتے ہیں جو آخر کار سراسر نقصان پہ منتج ہوتا ہے۔ اور سارا سرمایہ بھی ان لوگوں کا ہوتا ہے اور کام کی ساری ذمہ واری بھی ان لوگوں کی ہوتی ہے۔ اور اس دوسرے شخص کو گھر بیٹھے صرف منافع مل رہا ہوتا ہے ایسے ہوشیار لوگوں کو بھی کچھ خوف خدا کرنا چاہئے کہ لوگوں کو اس طرح بیوقوف نہ بنایا کریں، اگر کوئی باتوں میں آ کے بیوقوف بن گیا ہے یہ ہمیشہ پیش نظر رہنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات تو ہے جو دیکھ رہی ہے۔ اس کو تو خبر ہے تمہارے دل میں کیا ہے تو کبھی بھی ایسے تقویٰ سے عاری معاہدے نہیں کرنے چاہئیں کیونکہ جب بھی تم نے ایسا معاہدہ کیا تو ایسا معاہدہ کرنے والا جس نے کسی ایسے شخص کا جس کو پوری طرح تجربہ نہیں ہے رقم دلوائی اور ضائع کروائی اس نے بہرحال عدل وانصاف کا خون کیا۔ اور بعض دفعہ یہ ہوتا ہے کہ لوگوں کا یہ پیسہ بھی لوٹ لیتے ہیں اور اس کے بعد جب ان لوگوں کو سمجھایا جائے کہ یہ تم نے غلط کام کیا ہے ایسا نہیں ہونا چاہئے ایسے معاہدے بھی نہیں ہونے چاہئیں تقویٰ کو مدنظر رکھ کر ایسے معاہدے کیا کرو تو جواب ان کا یہ ہوتا ہے کہ دیکھو جی! اس نے اپنی خوشی سے دستخط کئے تھے ہم نے کون سا اس پر پستول رکھ کر اس سے منوایا تھا۔ یہ بہت قابل شرم حرکت ہے، ایسے واقعات بھی سامنے آتے ہیں۔ لیکن جو دوسرے لوگ اس طرح کی بے وقوفی میں پیسہ ضائع کر رہے ہوتے ہیں ان کو بھی اپنا سرمایہ سوچ سمجھ کر لگانا چاہئے۔ مشورہ کر کے، دعا کر کے، سمجھ کے، کچھ فائدہ بھی ہو گا کہ نہیں بلاوجہ بیوقوف نہیں بن جانا چاہئے مومن کو کچھ تو فراست دکھانی چاہئے۔

(روزنامہ الفضل 15 جون 2004ء)

تعارف

حُسن اخلاق

مضامین اور تقاریر کی تیاری کے لئے مواد

ناشر: لجنہ اماء اللہ ضلع کراچی
مرتبہ: امۃ الرشید ارسلہ صاحبہ
پرنٹنگ: ندیم پرنٹر
صفحات: 142

جماعت احمدیہ میں مضامین لکھنا اور تقاریر تیار کرنا ایک خاص اہمیت رکھتا ہے۔ انصار، لجنہ، خدام، اطفال اور ناصرات مقابلہ جات کے لئے اپنی اپنی سطح پر شوق اور جذبے سے تقاریر کی تیاری کرتے ہیں۔ جن کو راہنمائی کرنے والے اچھے اور تجربہ کار احباب وخواتین مل جاتی ہیں وہ تو مقابلوں میں آگے نکل جاتے ہیں اور بعض مواد کی تیاری نامکمل ہونے یا صحیح ترتیب نہ ہونے کی وجہ سے پیچھے رہ جاتے ہیں۔ مضمون لکھنا یا تقریر تیار کرنا باقاعدہ ایک فن ہے۔ مہارت سے تیار کی ہوئی تقریر یا مضمون ضرور مقبول ہوتے ہیں۔

ایسے میں اگر مختلف موضوعات پر مواد ایک کتاب میں مل جائے تو یہ سارے مراحل قدرے آسان ہو جاتے ہیں۔ اس مشکل کو آسان کیا ہے لجنہ اماء اللہ ضلع کراچی نے، جن کے زیراہتمام صدسالہ جشن تشکر کے سلسلہ میں بہت سی مفید کتب احمدیہ لٹریچر کا حصہ بن چکی ہیں۔ اسی سلسلہ کی یہ کتاب نمبر 95 ہے جس میں مضامین وتقاریر تیار کرنے کے لئے امدادی مواد فراہم کیا گیا ہے۔ اس اہم کتاب میں روزمرہ کے 27 موضوعات کو لیا گیا ہے، ان میں انسانی پیدائش کی غرض اور سیرت آنحضرت ﷺ سے لے کر حسن ظن اور توکل تک بہت سے ضروری مضامین موجود ہیں۔ اس کتاب کی مرتبہ محترمہ امۃ الرشید ارسلہ صاحبہ کی زندگی نے مہلت نہ دی اور وہ اپنی کتاب کی اشاعت سے پہلے ہی اس دنیا سے رخصت ہو گئیں۔ تاہم یہ کتاب ان کی یادوں کو زندہ رکھے گی۔ کیونکہ مصنفہ کو تقاریر کرنے اور مضمون لکھنے کا تجربہ تھا اور وہ اپنے حلقہ میں بچیوں کو ان مقابلہ جات کی تیاری کرواتی تھیں۔ اس لئے انہوں نے اس فیض کو عام کرنے کے لئے اپنے فن کو اس کتاب میں سمو دیا ہے۔

اس کتاب کے مضامین میں آیات قرآنی، احادیث نبویہؐ، ارشادات حضرت مسیح موعود، واقعات اور اشعار وغیرہ درج کئے گئے ہیں، اس امدادی مواد کے ذریعہ بخوبی مضمون یا تقریر کو تیار کیا جاسکتا ہے اور زیرنظر کتاب کی ایک خوبی یہ بھی ہے کہ ہر آیت، حدیث، ارشاد یا واقعہ بحوالہ دیا گیا ہے۔ اگر مزید مواد کی ضرورت ہو تو ان حوالہ جات تک پہنچ کر تحقیق کی جاسکتی ہے۔ مثلاً اگر کسی نے والدین کے حسن سلوک پر تقریر تیار کرنی ہو تو 4 سے 5 منٹ کے دورانیے کی تقریر آسانی سے اس کتاب کی مدد سے مکمل کی جاسکتی ہے۔ سورۃ النساء آیت 37، سورۃ بنی اسرائیل آیت 24 اور سورۃ الاحقاف آیت 16 کے ذریعہ آیات کا انتخاب دیا گیا ہے اور پھر رسول اللہ ﷺ کی پانچ احادیث اور آنحضرتؐ کے دور کے دو واقعات بھی حوالوں کے ساتھ موجود ہیں۔ حضرت مسیح موعود کی سیرت اور حیات احمد میں سے حضرت اقدس کا والدین سے حسن سلوک بیان کر کے اس موضوع کی اہمیت اجاگر کی گئی ہے۔ حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کے یہ اشعار اس تقریر کو مزید روشنی مہیا کر رہے ہیں۔

تسخیر خَلق خُلق و محبت سے تم کرو
ہر ایک سے خلوص و محبت نصیب ہو
نکلیں تمہاری گود سے پل کر وہ حق پرست
ہاتھوں سے جن کے دین کو نصرت نصیب ہو
ایسی تمہارے گھر کے چراغوں کی ہو ضیاء
عالم کو جن سے نور ہدایت نصیب ہو

چار رنگوں کے خوبصورت ٹائٹل اور اعلیٰ طباعت کے ساتھ عمدہ مواد پر مشتمل یہ کتاب نوآموز لکھنے والوں کے لئے بہت مفید اور اہم ہے۔ اللہ تعالیٰ شعبہ اشاعت لجنہ اماء اللہ ضلع کراچی کی انتظامیہ کو جزائے خیر عطا فرمائے اور اس کتاب کی مصنفہ مرحومہ کو غریق رحمت فرمائے۔ آمین

(ایف۔ شمس)

ہمدردی خلق کا عہد

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے بیعت کرنے والوں کے لئے جو دس شرائط مقرر فرمائیں ان میں چوتھی شرط ان الفاظ میں تھی کہ:

عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہیں دے گا نہ ہاتھ سے نہ زبان سے نہ کسی اور طرح سے۔

(اشتہار تکمیل تبلیغ 13 جنوری 1889ء)

اسی طرح ان شرائط میں نویں شرط یہ ہے۔

''تمام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض للہ مشغول رہے گا اور جہاں تک بس چلے گا اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچائے گا''۔

پبلشر و پرنٹر : طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ
مطبع: ضیاء الاسلام پریس
مقام اشاعت : دارالنصر غربی چناب نگر ربوہ
قیمت 5 روپے

مکرم ڈاکٹر مرزا سلطان احمد صاحب

سیٹو کا معاہدہ۔ اصل حقائق

چند بے بنیاد الزامات کی نفی۔ تاریخ کی روشنی میں

اس مضمون کا خلاصہ ایک دوست نے نکال کر مکرم جمشید مارکر صاحب کی خدمت میں بھجوایا تھا۔ اس کے بعد مکرم جمشید مارکر صاحب نے سنڈے ایکسپریس کی مورخہ 18 مارچ 2012ء کی اشاعت میں اپنے سابقہ بیان کی مندرجہ ذیل تردید شائع کروائی۔

''سنڈے ایکسپریس میں میرا جو انٹرویو شائع ہوا تھا۔ اس میں میں نے چوہدری ظفر اللہ خان کے بارے میں کہا تھا کہ انہوں نے حکومت سے مشورہ کئے بغیر سیٹو معاہدے پر دستخط کر دیئے تھے۔ یہ بات صحیح نہیں ہے اور میں اس پر معذرت خواہ ہوں۔ میرا مقصد صرف یہ بتانا تھا کہ اس وقت وسیع حلقے میں یہ خیال عام تھا۔ یہ امر افسوسناک ہے کہ اس حوالہ سے غلط فہمی پیدا ہوئی۔ ظفر اللہ خان کی حب الوطنی اور دیانتداری شکوک وشبہات سے مبرا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان کا شمار پاکستان کی ان تین شخصیتوں میں ہوتا ہے جنہوں نے عالمی سطح پر عزت وتوقیر حاصل کی، لیکن پاکستان میں انہیں بھر پور طریقے سے تسلیم نہیں کیا گیا۔ دوسری دو شخصیات پروفیسر عبدالسلام اور فیض احمد فیض ہیں''۔

مکرم جمشید مارکر صاحب کی یہ انصاف پسندی قابل تحسین ہے کہ انہوں نے حقائق کا علم ہونے کے بعد تردید شائع کروادی۔ جیسا کہ انہوں نے بھی یہ ذکر فرمایا ہے کہ یہ غلط فہمی جو دانستہ طور پر پھیلائی گئی تھی ایک وسیع حلقہ میں عام ہے اور یہ بے بنیاد الزام اب بہت سی سنجیدہ تحریروں میں بھی دہرایا جاتا ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ یہ حقائق سب کے علم میں ہوں۔

روزنامہ ایکسپریس (کراچی) کی 29 جنوری 2012ء کی اشاعت میں مکرم جمشید مارکر صاحب کا ایک انٹرویو شائع ہوا ہے۔ جمشید مارکر صاحب ایک طویل عرصہ مختلف ممالک میں پاکستان کے سفیر رہے ہیں۔ یہ انٹرویو مکرم شفیع موسیٰ منصوری صاحب نے لیا تھا۔ اس کا ایک حصہ درج کیا جاتا ہے۔

ایکسپریس: بھارت غیر جانبدار تحریک کا سرگرم رکن بن کر دو عالمی طاقتوں سے فوائد حاصل کرتا رہا ہے۔ لیکن پاکستان نے سیٹو اور سینٹو معاہدات کر کے ایک بڑی طاقت سوویت یونین کو کافی عرصہ تک ناراض کئے رکھا۔ آپ کے خیال میں کیا اسے پاکستان کی ناکام اور انڈیا کی کامیاب خارجہ پالیسی سے تعبیر کیا جاسکتا ہے۔

جمشید مارکر: تقسیم کے وقت انڈیا نے ہمارا فوجی اسلحہ روک لیا تھا، بعد میں خستہ اور ٹوٹا پھوٹا سامان دیا۔ پاکستان کے پاس اس وقت کچھ نہیں تھا۔ تقسیم کے بعد انڈیا کا گورنر جنرل گورا بنا تو ان کا سارا کام بغیر کسی رکاوٹ کے چلتا رہا۔ پاکستان میں ہر چیز نئے سرے سے شروع کرنا پڑی۔ مہاجرین کی آبادکاری کے ساتھ سرکاری دفاتر بھی نئے بنانے پڑے۔ اس وقت پاکستان کے پاس اپنے دفاع کے لئے اسلحہ بھی نہیں تھا۔ چنانچہ ایسے حالات میں مجبوراً لیاقت علی خان کو امریکی امداد لینا پڑی۔ اس لیے سینٹو صحیح تھا، البتہ سیٹو میں پاکستان پھنس گیا تھا۔ اس وقت سر ظفر اللہ خان پاکستان کے وزیر خارجہ تھے۔ انھوں نے حکومتِ پاکستان سے مشورہ کئے گئے بغیر سیٹو پر دستخط کر دیئے تھے، جو سراسر غلط فعل تھا۔

ایکسپریس: سیٹو پر دستخط کرنے جیسا بڑا فیصلہ کرنے پر ظفر اللہ خان کے خلاف حکومت کی جانب سے کارروائی کیوں نہیں کی گئی؟

جمشید مارکر: کیوں کہ اس وقت ظفر اللہ خان باہر والوں کا بڑا آدمی تھا۔ اگر حکومت پاکستان اس سے جواب مانگتی تو ان کے بجائے باہر بیٹھے لوگ حکومت پاکستان کو جواب دیتے۔

انٹرویو کے اس حصہ میں بہت سے لوگوں پر بہت سے سنگین ترین الزامات لگائے گئے ہیں۔ حضرت چوہدری ظفر اللہ خان صاحب پر یہ سنگین الزام ظاہر و باہر ہے کہ وہ گو کہ پاکستان کے وزیر خارجہ تھے لیکن باہر والوں کے اشاروں پر کام کر رہے تھے اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ وہ نہایت اہم بین الاقوامی معاہدہ پر اپنی حکومت کی رضامندی کے بغیر ہی دستخط کر دیتے تھے اور حکومت اتنا ضعیف قسم کا ادارہ تھی کہ ان کا وزیر خارجہ ان کی رضامندی کے بغیر اور ان سے پوچھے بغیر انہیں بین الاقوامی معاہدوں میں پھنسا دیتا تھا اور وہ اپنے وزیر خارجہ سے کوئی باز پرس بھی نہیں کر سکتی تھی اور پھر یہی نتیجہ نکلے گا کہ یہی حال منتخب اداروں کا بھی تھا۔ یہ داستان پہلے بھی کئی تحریروں کی زینت بن چکی ہے لیکن اب چونکہ پاکستان کے ایک نہایت سینئر سفیر کی جانب سے یہ الزامات لگائے گئے ہیں، اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ کچھ تاریخی حقائق تفصیل سے بیان کر دیئے جائیں کیونکہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ جب ایک غلط بات مسلسل بیان کی جائے اور اس کے بارے میں صحیح حقائق بیان نہ کئے جائیں تو پھر یہ غلطی ہی تاریخ میں بیان ہوتی رہتی ہے اور اصل حقائق نظروں سے پوشیدہ ہو جاتے ہیں اور چونکہ گزشتہ چند سالوں سے بہت سے خفیہ دستاویزات بھی منظر عام پر آ چکی ہیں اس لئے یہ تجزیہ اب بہت زیادہ فائدہ مند رہے گا۔ یہاں صرف یہ بات زیر بحث نہیں ہے کہ حضرت چوہدری ظفر اللہ خان صاحب پر لگائے گئے مذکورہ الزامات درست ہیں کہ نہیں بلکہ اگر ان الزامات کو صحیح تسلیم کر لیا جائے تو پاکستان کے وقار کو شدید دھچکا پہنچتا ہے اور بین الاقوامی طور پر ایک منفی تاثر قائم ہو جاتا ہے۔

مذکورہ بالا بیان سے ظاہر ہے کہ مکرم جمشید مارکر صاحب فرما رہے ہیں کہ آزادی کے بعد ابتدائی سالوں کے دوران پاکستان کو اسلحہ کی شدید ضرورت تھی۔ (اور یہ بات درست بھی ہے) کیونکہ بھارت نے پاکستان کے حصے کا اسلحہ پاکستان کے حوالے نہیں کیا تھا اور اس لئے ملک کے پہلے وزیر اعظم شہید ملت لیاقت علی خان اس بات پر مجبور تھے کہ وہ امریکہ سے اسلحہ حاصل کرتے۔ اس لئے لیاقت علی خان صاحب کو سینٹو (CENTO) پر دستخط کرنے پڑے اور یہ فیصلہ درست تھا لیکن بعد میں چوہدری ظفر اللہ خان صاحب نے اپنی حکومت سے اجازت لئے بغیر سیٹو (SEATO) کے معاہدے پر دستخط کر دیئے جس کی وجہ سے پاکستان پھنس گیا۔

بے بنیاد الزامات

حقیقت یہ ہے کہ

1۔ لیاقت علی خان صاحب کو اکتوبر 1951ء میں شہید کیا گیا تھا۔ اس وقت تک نہ سیٹو کا معاہدہ ہوا تھا اور نہ سینٹو کا۔

2۔ سیٹو میں شامل ہونے والے اکثر ممالک نے سیٹو کے معاہدے کے خدوخال کی دستاویز پر 8 ستمبر 1951ء کو دستخط کئے۔ مگر ابھی یہ معاہدہ عملاً نافذ العمل نہیں ہوا۔ پاکستانی وفد کا امریکی وفد سے اختلاف رائے ہوا اور پاکستان نے اس معاہدے میں شمولیت کا حتمی اعلان نہیں کیا۔

3۔ 31/ اکتوبر 1954ء کو حضرت چوہدری ظفر اللہ خان صاحب نے وزارت خارجہ کا قلمدان چھوڑ دیا۔

4۔ 19 جنوری 1955ء کو وزیراعظم پاکستان نے یہ اعلان کیا کہ پاکستان سیٹو میں شامل ہو رہا ہے اور اسے معاہدہ کو RATIFY کر رہا ہے۔

5۔ 19 فروری 1955ء کو باقاعدہ طور پر سیٹو کا معاہدہ نافذ العمل ہوا۔

6۔ سینٹو (CENTO) کا معاہدہ بھی فروری 1955ء میں ہوا تھا۔ یہ سیٹو (SEATO) کے معاہدہ کے بعد ہوا تھا۔

مندرجہ ذیل حقائق پر سرسری نظر ہی اس بات کو واضح کر دیتی ہے کہ یہ ایک غلط الزام ہے۔

ہر ملک کی حکومت اپنے وقت میں اس بات کی مجاز ہوتی ہے کہ اپنے ملک کے مفادات میں فیصلے کرے اور وہ اس غرض کے لئے بین الاقوامی معاہدات میں شامل ہونے کا فیصلہ بھی کر سکتی ہے اور اس بارے میں وہ اپنی قوم اور اپنی منتخب اسمبلی کے سامنے جواب دہ ہوتی ہے۔ ہمارے اس تجزیہ کا مقصد اس وقت کی حکومت کے کسی فیصلہ پر رائے دینا نہیں ہے اور نہ ہی اس وقت حکومت میں شامل احباب کے متعلق کسی قسم کے رائے زنی کرنا مقصد ہے۔ جس کسی نے پاکستان کی کسی قسم کی خدمت بھی کی وہ پوری قوم کی محبت اور احترام کا مستحق ہے۔ خاص طور پر اب جب کہ یہ احباب اس دنیا میں نہیں رہے تو ان کے بارے میں کسی قسم کی غیر ضروری منفی بات کرنا ایک نامناسب رویہ ہے اور باوقار قومیں اس قسم کا رویہ نہیں دکھاتیں۔ ہم صرف یہ بیان کر رہے ہیں کہ مذکورہ بالا انٹرویو میں غلط تاریخی حقائق بیان کئے گئے ہیں۔

پہلے تو یہ سمجھنا ضروری ہے کہ بین الاقوامی معاہدات اس طرح نہیں ہوتے جیسے کریانہ کی کسی دکان سے کوئی چیز خریدی جاتی ہے کہ کوئی ایک شخص گیا اور قیمت ادا کر کے یہ چیز خرید لی اور جب ایک بار خرید لی تو پھر اس کی واپسی دکاندار کی صوابدید پر منحصر ہوتی ہے۔ بین الاقوامی معاہدات کے حتمی ہونے تک مذاکرات اور قانونی کارروائی کا ایک طویل سلسلہ چلتا ہے، جس کے دوران کسی ملک کے وزیر خارجہ یا کسی اور شخص کے لئے یہ ممکن نہیں ہوتا کہ وہ اپنی حکومت کی رضامندی کے بغیر ہی معاہدہ کر لے اور اس کی حکومت کچھ نہ کر سکے۔

سیٹو کا تاریخی پس منظر

اب سیٹو معاہدہ کے تاریخی پس منظر کی طرف آتے ہیں۔ 1950 کی دہائی میں سرد جنگ اپنے عروج پر تھی اور ان ممالک کی تعداد میں اضافہ ہو رہا تھا جو کہ اشتراکی بلاک کا حصہ بنائے جا رہے تھے اور یہ عمل جنوب مشرقی ایشیا میں بھی جاری تھا۔ اس پس منظر میں امریکہ کو اور اس کے اتحادی ممالک کو اور ایشیا کے کئی ممالک کو بھی یہ خدشات محسوس ہو رہے تھے کہ ایشیا کے کچھ اور ممالک پر کسی قسم کی جارحیت کر کے انہیں اشتراکی بلاک کا حصہ بنا لیا جائے گا۔ ظاہر ہے کہ اس وقت امریکہ کے اپنے مفادات تھے کہ وہ اس عمل کو روکنے کا انتظام کرے۔ اس غرض کے لئے معاہدہ کرنے کے لئے مختلف ممالک کو منیلا (فلپائن) میں ایک مشاورتی اجلاس میں شرکت کے لئے دعوت نامے جاری کئے گئے۔ بھارت، انڈونیشیا، سیلون اور برما نے

شرکت نہ کرنے کا فیصلہ کیا۔ جبکہ امریکہ، برطانیہ، آسٹریلیا، نیوزی لینڈ، فرانس، فلپائن اور تھائی لینڈ اس اجلاس میں شرکت کر رہے تھے۔ پہلے یہ اطلاعات آ رہی تھیں کہ پاکستانی حکومت نے اس اجلاس میں شرکت نہ کرنے کا فیصلہ کیا ہے لیکن پھر کچھ ہچکچاہٹ کے بعد اور اس خبر کے بعد کہ بھارت اس اجلاس میں شرکت نہیں کر رہا یہ دعوت قبول کر لی گئی اور اس وقت کے وزیر اعظم پاکستان نے حضرت چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کو جو کہ اس وقت تک پاکستان کے وزیر خارجہ تھے لیکن کابینہ اجلاس میں اپنے استعفیٰ کا اعلان کر چکے تھے اس اجلاس میں پاکستان کی نمائندگی کے لئے نامزد کیا۔ پاکستانی وفد میں مشہور پاکستانی سفارت کار آغا ہلالی بھی شامل تھے۔

جب منیلا میں ان ممالک کا اجلاس شروع ہوا تو امریکہ کی کوشش تھی کہ یہ معاہدہ طے کیا جائے کہ اگر اس معاہدہ میں شامل کسی ملک کے خلاف کسی اشتراکی ملک نے جارحیت کی تو اس میں شامل دیگر ممالک اس کی فوجی مدد کریں گے۔ لیکن پاکستان کی حکومت کے لئے اس تجویز میں ایک بنیادی نقص یہ تھا پاکستان کو فائدہ تب تھا کہ جب اس بات پر معاہدہ ہو کہ جب اس معاہدہ میں شامل کسی بھی ملک کے خلاف کسی بھی طرف سے جارحیت ہو تو معاہدہ میں شامل دیگر ممالک اس کی مدد کو آئیں گے۔ صرف اشتراکی ملک کی طرف سے حملہ کی صورت میں مدد کے وعدے پر معاہدہ کرنے میں پاکستان کو فائدہ نہیں تھا۔ قبل اس کے کہ اجلاس شروع ہو اس پہلو کے بارے میں ممکنہ اختلاف کے بارے میں خبریں شائع ہونی شروع ہو گئی تھیں۔ بعض اور ممالک کی طرف سے بھی اس قسم کا اظہار ہوا تھا لیکن دیکھنا یہ تھا کانفرنس کے آغاز پر جب مذاکرات کی بساط بچھتی ہے تو کون سے ملک کے نمائندے اس پہلو کو معاہدے میں شامل کرنے پر زور دیتے ہیں۔ کانفرنس کے شروع ہونے کے بعد جو کچھ ہوا اس کو بیان کرتے ہوئے ہم صرف اخبارات اور کتب کے معین حوالے درج کریں گے تاکہ صحیح حقائق پڑھنے والوں کے سامنے آئیں۔

پاکستان ٹائمز کی خبر

کانفرنس 6 ستمبر 1954ء کو شروع ہوئی اور 7 ستمبر 1954ء کے پاکستان ٹائمز کے صفحہ اول کی خبر ملاحظہ ہو۔

Pakistan introduced into the SEATO Conference today a controversy which delegates suggested might force them into decision whether Pakistan's participation in the treaty would be admissible at this stage.

Pakistan's foreign minister, Ch. Zafrullah Khan, said the conference must be careful not to distinguish between various sorts of aggression.

Aggression was evil, he said. There was no variety of aggressions and it was necessary to resist it wherever it came from.

Western delegations had to avoid making this an issue at the conference, but if it became an issue, they were authoritatively said to be opposed to eliminating the word communist.

ترجمہ: پاکستان نے آج سیٹو کانفرنس میں ایسا تنازع کھڑا کر دیا ہے، جس کے بعد دیگر مندوبین کا کہنا ہے کہ شاید وہ اس بات پر مجبور ہو جائیں کہ پاکستان کو اس مرحلہ پر معاہدہ میں شامل نہ کیا جائے۔ پاکستان کے وزیرِ خارجہ چوہدری ظفر اللہ خان نے کہا کہ کانفرنس کو مختلف قسم کی جارحیتوں کے درمیان فرق نہیں کرنا چاہئے۔

انہوں نے کہا کہ جارحیت ایک برائی ہے۔ چنانچہ برائی کی اقسام نہیں ہوتیں اور یہ ضروری ہے کہ یہ جس طرف سے بھی ہو اس کا مقابلہ کیا جائے۔ مغربی مندوبین چاہتے تھے کہ اس کانفرنس کے موقع پر یہ مسئلہ نہ اٹھے۔ معتبر ذرائع کے مطابق وہ اس بات کے خلاف ہیں کہ کمیونسٹ کے الفاظ حذف کئے جائیں۔ (یعنی یہ معاہدہ صرف اس بات پر ہونا چاہئے کہ کمیونسٹ بلاک کی طرف سے جارحیت کی صورت میں یہ معاہدہ عمل میں آئے گا)

(پاکستان ٹائمز 7 ستمبر 1954ء)

اس خبر سے صاف ظاہر ہے کہ کانفرنس کے آغاز سے ہی پاکستان کے مفادات کے دفاع کے لئے حضرت چوہدری ظفر اللہ خان صاحب نے جو نکات اُٹھائے تھے وہ امریکہ کے وفد کے لئے پریشان کن تھے اور یہ نوبت آ گئی تھی کہ وہ اس بات پر غور کر رہے تھے پاکستان کو کانفرنس سے نکال ہی دیا جائے۔

عظیم کامیابی

لیکن جب دلائل اور آراء کا سلسلہ آگے بڑھا تو جلد ہی شرکاء کا رجحان حضرت چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کی رائے کے حق میں ہونے لگا۔ اب یہ عجیب صورتحال پیدا ہو رہی تھی کہ یہ کانفرنس امریکہ کی طرف سے بلائی گئی تا کہ ان کی تجاویز کے مطابق ایک معاہدہ طے پائے اور ویسے بھی اس کانفرنس میں شریک سب سے بڑی طاقت ہونے کے حوالے سے ان کا یہی خیال تھا کہ یہ معاہدہ ان کی مرضی کے مطابق طے پائے گا۔ لیکن عملاً کیا ہوا۔ اس کا اندازہ اگلے روز کے اخبار کی اس سرخی سے لگایا جا سکتا ہے۔ 8 ستمبر 1954 کو روزنامہ ڈان کی سرخی ملاحظہ ہو

SEATO SIGNING TODAY GREAT VICTORY FOR PAKISTAN PACT AGAINST ALL AGRESSIONS

ترجمہ: سیٹو پر آج دستخط کئے جائیں گے۔ پاکستان کے لئے عظیم کامیابی۔ معاہدہ تمام جارحیتوں کے خلاف ہوگا۔

پھر اس سرخی کے نیچے یہ خبر درج تھی کہ اب امریکہ نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ جب معاہدہ اس بات پر ہو جائے گا کہ یہ معاہدہ ہر جارحیت کے خلاف نافذ العمل ہوگا تو امریکہ اپنے دستخط کے ساتھ یہ نوٹ دے گا کہ امریکہ کے نزدیک یہ معاہدہ صرف کمیونسٹ جارحیت کے خلاف ہو گا۔ ظاہر ہے امریکہ کے اس رویہ کے بعد اس معاہدہ کی افادیت ویسے ہی بہت کم ہو جانی تھی کیونکہ معاہدہ میں شریک ممالک میں امریکہ ہی سب سے بڑی طاقت تھا۔ اس صورتحال میں اس معاہدہ پر ایک بہت بڑا سوالیہ نشان نظر آ رہا تھا کہ کیا یہ معاہدہ کامیاب بھی ہو گا کہ نہیں۔ اس پس منظر میں 8 ستمبر 1954ء کو پاکستان ٹائمز میں سیٹو کے بارے میں جو خبر شائع ہوئی اس میں یہ بات بھی شائع ہوئی کہ شریک آٹھ ممالک میں سے سات تو اس معاہدہ پر دستخط کرنے کا فیصلہ کر چکے ہیں لیکن اب تک پاکستان نے اس معاہدہ میں شریک ہونے کا فیصلہ نہیں کیا۔ توقع کی جا رہی ہے کہ بیشتر اس کے کہ پاکستان کے وزیرِ خارجہ چوہدری ظفر اللہ خان صاحب اس پر دستخط کریں اس معاہدہ کا مسودہ کراچی (جو کہ اس وقت پاکستان کا دارالحکومت تھا) بھجوایا جائے گا۔

(پاکستان ٹائمز 8 ستمبر 1954 صفحہ آخر)

نوائے وقت کی خبر

روزنامہ نوائے وقت مورخہ 9 ستمبر 1954ء کے صفحہ اول پر جو خبر شائع ہوئی، اس کا ایک حصہ ملاحظہ ہو۔

پاکستان کے وزیر خارجہ چوہدری ظفر اللہ خان نے اس دفعہ پر تقریر کرتے ہوئے یہ رائے ظاہر کی کہ دفعہ میں کمیونسٹ کا لفظ حذف کر دیا جائے۔ تاکہ سیٹو کے رکن ملک ایک دوسرے پر ہر قسم کے جارحانہ حملہ کا مقابلہ کر سکیں۔ لیکن امریکہ نے اس تجویز کی مخالفت کی۔ خیال کیا جاتا ہے کہ معاہدہ پر دستخط ہونے کے وقت پاکستان کی تجویز کو منظور کر لیا جائے گا۔ اس صورت میں یہ پاکستان کی بہت بڑی فتح ہوگی۔

یہ بات قابل ذکر ہے کہ اس وقت پاکستان کے مفادات کے لئے چوہدری ظفر اللہ خان صاحب نے جس دلیری سے کوششیں کی تھیں اس کا ذکر بہت بعد میں شائع ہونے والی کتب میں بھی بہت نمایاں انداز سے کیا گیا۔ کتاب "Struggle for Asia" مصنفہ Sir Francis Low میں لکھا ہے۔

So strongly did Chaudri Zafrullah Khan, Pakistan's Foreign Minister, press this point before the conference that he was able eventually to secure agreement on it.

ترجمہ: پاکستان کے وزیر خارجہ نے اس زور کے ساتھ کانفرنس میں اس نکتہ پر اصرار کیا کہ آخر کار وہ اس پر معاہدہ کرانے میں کامیاب ہو گئے۔

(صفحہ 216 Internet Archives)

اس وقت پاکستان کی حکومت کی ہدایت کے مطابق پاکستان کے وزیر خارجہ نے امریکہ کے پیش کردہ منصوبہ سے جو اختلاف کیا تھا اس کی بازگشت بڑی دیر تک امریکہ کی حکومت کی رپورٹوں میں جاری رہی۔ 1967 میں امریکی صدر جانسن کو وزارت دفاع کی طرف سے ایک خفیہ یادداشت بھجوائی گئی جس کا عنوان تھا۔

United States- Vietnam Relations 1945- 1967

اس یادداشت کے ایک باب کا عنوان تھا

NATO AND SEATO: A COMPARISON

اس وقت اس دستاویز کو TOP SECRET رکھا گیا تھا لیکن اب اس کو DECLASSIFY کر دیا گیا ہے اور یہ دستاویز US ARCHIVES میں موجود ہے۔ ہر کوئی انٹرنیٹ پر جا کر اسے ملاحظہ کر سکتا ہے۔ اس کے صفحہ 19 اور 20 بڑی صراحت کے ساتھ لکھا ہے کہ امریکہ کی خواہش تھی کہ معاہدہ اس بات پر ہو کہ اگر کمیونسٹ بلاک کی طرف سے جارحیت ہو گی تو یہ معاہدہ نافذ ہو گا۔ لیکن پاکستان کا اصرار تھا کہ ہر جارحیت کی صورت میں اس معاہدہ کے تحت مدد کی جائے گی اور باوجود اس کے کہ ہم نے یہ اجلاس بلایا تھا اور امریکہ اس معاہدہ میں شامل سب سے بڑی طاقت تھا، امریکہ کے علاوہ باقی ممالک نے پاکستان کی تجویز کے مطابق معاہدہ پر دستخط کر دیئے اور امریکہ کو ایک علیحدہ نوٹ دینا پڑا کہ اس کے نزدیک یہ معاہدہ صرف اس وقت لاگو ہو گا جب کمیونسٹ بلاک کی طرف سے اس علاقہ میں جارحیت کی جائے گی۔

ایس۔ایم برکی صاحب اپنی کتاب Pakistans Foreign Policy. An Historical Analysis کے صفحہ 167 پر لکھتے ہیں کہ اس کانفرنس کے موقع پر چوہدری ظفراللہ خان صاحب نے پاکستان کے مفادات کے لئے بہت دلیری سے کوششیں کیں۔

ابتدائی دستخط

بہر حال اب اس دن کی طرف آتے ہیں جب معاہدہ پر دستخط ہونے تھے. جیسا کہ واضح ہو جائے گا کہ یہ مسودہ پر ابتدائی دستخط تھے ۔ابھی نافذالعمل ہونے تک اس معاہدہ نے کئی مراحل سے گزرنا تھا۔سیٹو کے معاہدہ پر 8 ستمبر 1954ء کو دستخط کئے گئے ۔اور پاکستان کے وزیر خارجہ نے کس بات پر دستخط کئے تھے۔ 9 ستمبر 1954ء کو روزنامہ ڈان کے صفحہ اول پر حضرت چوہدری ظفراللہ خان صاحب کا جو بیان شائع ہوا۔اس کا ایک حصہ ملاحظہ ہو۔چوہدری ظفراللہ خان صاحب نے فرمایا:

Like representatives of some other Governments whose constitutional procedures and requirements are similar to our own, we shall now forward the treaty to Pakistan Government for its consideration.

یعنی بعض اور ممالک کی طرح جن کے آئینی تقاضے ہماری طرح کے ہیں،اب ہم اس معاہدہ کو پاکستان حکومت کی طرف بھجوائیں گے تاکہ وہ اس پر غور کرے۔

اور اسی خبر کی نیچے یہ خبر درج ہے کہ کابینہ کا ایک اجلاس ہوا ہے جس پر سیٹو معاہدہ کے بارے میں غور کیا گیا ہے۔اور وزیر اعظم محمد علی صاحب کا بیان تھا کہ وزیر خارجہ نے اس نوٹ پر دستخط کئے ہیں کہ یہ معاہدہ اب پاکستان کی حکومت کو بھجوایا جائے گا تاکہ وہ اس کے بارے میں فیصلہ کرے۔

اس موقع پر امریکی وفد نے کیا فیصلہ کیا۔اس کے بارے میں مورخہ 10 ستمبر 1954ء کو روزنامہ نوائے وقت کے صفحہ اول پر یہ خبر شائع ہوئی کہ ان ممالک نے معاہدہ پر دستخط کئے ہیں لیکن ان کی حکومتوں کی طرف سے اس معاہدہ کی توثیق باقی ہے اور پھر لکھا گو امریکہ نے معاہدہ پر دستخط کر دیے ہیں۔لیکن اس نے ایک علیحدہ اعلان میں اس امر کی وضاحت کی ہے کہ جہاں تک اس کا تعلق ہے وہ سر دست صرف اشترا کی جارحیت کے خلاف کارروائی کرنے کا پابند ہے کسی دوسری جارحیت یا حملہ کی صورت میں وہ مشترکہ اقدامات کے سوال پر مشورہ کرے گا۔

اور پھر اسی شمارہ میں یہ خبر شائع ہوئی باخبر ذرائع کی اطلاع کے مطابق حکومت پاکستان سیٹو کانفرنس کی تفصیلی بحث کی رپورٹ کا انتظار کر رہی ہے جو منیلا سے کسی وقت متوقع ہے۔ رپورٹ موصول ہونے کے فوراً بعد کابینہ کا اجلاس ہوگا جس میں یہ فیصلہ کیا جائے گا کہ آیا پاکستان سیٹو میں شریک ہوگا کہ نہیں اور امریکہ کے موقف کے بارے میں لکھا ان سب حلقوں کی طرف سے یہ سوال کیا جا رہا ہے کیا امریکی پوزیشن سے وہ اصول ختم نہیں ہوگیا جو منیلا کانفرنس میں تسلیم کیا گیا اور کیا ان حالات میں پاکستان بھی مشروط طور پر دفاعی تنظیم میں شامل ہوسکتا ہے؟ایسے سوالات میں غور کرنے کے بعد پاکستانی کابینہ معاہدے کے بارے میں حتمی اعلان کرے گی۔

ظاہر ہے اس صورت میں شروع ہی سے یہ سوال اُٹھنے شروع ہو گئے تھے کہ کیا یہ معاہدہ کچھ سودمند بھی ہوگا کہ نہیں۔

ایس ایم برکی کا بیان

اور بعد میں لکھی جانے والی کتب میں تفصیل سے یہ ذکر موجود ہے کہ اس وقت حضرت چوہدری ظفراللہ خان صاحب نے کس نوٹ کے ساتھ دستخط کئے تھے۔مثلاً ایس۔ایم۔ برکی صاحب اپنی کتاب میں لکھتے ہیں:۔

..... when Zafrullah appended his signature to the pact he wrote above it, Signed for transmission to my Government for its consideration and action in accordance with the constitution of Pakistan.

(Pakistan,s Foreign Policy, An historical analysis by S.M.Burke, published by OXFORD UNIVERSITY PRESS 1975,p168)

اور تو اور ایسی کتب میں بھی جن میں حضرت چوہدری ظفراللہ خان صاحب کے خلاف غلط حوالوں کے ساتھ بہت سے زہر فشانی کی گئی ہے، اس بات کا ذکر ہے کہ حضرت چوہدری ظفراللہ خان صاحب نے اس نوٹ کے نیچے دستخط کئے تھے کہ یہ معاہدہ اب پاکستان کی حکومت کی طرف غور کے لئے بھجوایا جائے گا تاکہ وہ آئین پاکستان کے مطابق فیصلہ کرے۔

(ملاحظہ کیجئے پاکستان میں امریکہ کا کردار۔ مصنفہ وینکٹے رامانی، اردو ترجمہ قاضی جاوید، ناشر اے ون کارپوریشن طبع اول ص338)

عوامی ردعمل

اور حضرت چوہدری ظفراللہ خان صاحب نے تحدیث نعمت کے صفحہ 746 پر اس واقعہ کو بیان فرمایا ہے۔

یہ ذکر ضروری ہے کہ سیٹو معاہدہ پر صرف اس رضامندی پر کہ اس معاہدہ کے بارے میں اب پاکستانی حکومت اپنے آئین کے مطابق فیصلہ کرے گی کہ اس میں شامل ہونا چاہئے کہ نہیں، پاکستان میں سیاسی اور عوامی حلقوں کی طرف سے کیا ردعمل ظاہر کیا گیا۔حقیقت یہ ہے کہ اس وقت بھاری اکثریت اس بات کے حق میں رائے دے رہی تھی کہ پاکستان کو سیٹو میں ضرور شامل ہونا چاہئے۔مورخہ 9 ستمبر 1954ء کو روزنامہ ڈان کے صفحہ اول پر سرخی تھی Pakistan's decision welcomed in Capital

اور اس کے نیچے یہ خبر درج تھی کہ سیاسی حلقوں میں اس بات کا خیر مقدم کیا گیا ہے کہ پاکستان سیٹو میں شامل ہو رہا ہے اور بہت سے ممبران اسمبلی کے بیانات درج کئے گئے تھے جنہوں نے اس بات کا خیر مقدم کیا تھا اور یہ خبر بھی شائع کی گئی تھی کہ جمعیت العلماء پاکستان کے صدر مولانا بدایونی صاحب نے کہا ہے کہ یہ ایک اچھا فیصلہ ہے اور 12 ستمبر 1954ء کے روزنامہ نوائے وقت کے صفحہ اول پر یہ سرخی شائع ہوئی پاکستان نے سیٹو کے معاہدہ پر دستخط کر کے صحیح قدم اُٹھایا ہے سیاسی حلقوں کا ردعمل۔

اور اس کے نیچے بنگال اور بلوچستان سمیت کئی علاقوں سے تعلق رکھنے والے سیاستدانوں کے بیانات درج تھے کہ پاکستان کو سیٹو میں شامل ہونا چاہئے اور لکھا تھا کہ مولانا اکرم خان صاحب (بنگال) نے بھی اس کا خیر مقدم کیا ہے اور یہ لکھا تھا کہ صرف خلیق الزمان صاحب یہ اعتراض کر رہے ہیں کہ چوہدری ظفراللہ خان صاحب نے پاکستان کی حکومت سے پوچھے بغیر کیوں دستخط کئے ہیں؟معلوم ہوتا ہے کہ اس بارے میں خلیق الزمان صاحب نے ابھی حقائق نہیں ملاحظہ فرمائے تھے۔ غالباً یہ ردعمل بھی ایک وجہ ہو جو چند ماہ کے بعد وزیر اعظم پاکستان نے امریکی نوٹ کے باوجود اس معاہدہ میں شامل ہونے کا حتمی فیصلہ کیا۔

مندرجہ بالا حوالوں سے یہ ظاہر ہے کہ چوہدری ظفراللہ خان صاحب نے سیٹو معاہدہ کی حتمی منظوری پر دستخط کئے ہی نہیں تھے۔ انہوں نے حکومت پاکستان کی خواہش کے مطابق ان مذاکرات میں معاہدہ کی شرائط کو پاکستان کے مفادات کے مطابق تبدیل کرانے کی کامیاب کوششیں کی تھیں اور پھر یہ معاہدہ حکومت پاکستان کو بھجوا دیا گیا تھا کہ وہ فیصلہ کرے کہ پاکستان کو اس معاہدہ میں شامل ہونا ہے کہ نہیں اور جب پاکستان باقاعدہ اس معاہدہ میں شامل ہوا، اس وقت چوہدری ظفراللہ خان صاحب پاکستان کے وزیر خارجہ تھے ہی نہیں۔چنانچہ پاکستان نے سیٹو میں شامل ہونے کا فیصلہ 19 جنوری 1955ء کو کابینہ کے اجلاس میں کیا اور اسی روز وزیر اعظم محمد علی صاحب نے اس کا اعلان کیا (ملاحظہ کیجئے روزنامہ ڈان 20 جنوری 1955ء) اور اس تاریخ سے ڈھائی ماہ قبل چوہدری ظفراللہ خان صاحب وزارت خارجہ کا قلمدان چھوڑ چکے تھے اور اب کابینہ کے رکن نہیں تھے۔

اگر ایسا ہوتا کہ چوہدری ظفراللہ خان صاحب نے حکومت کی مرضی کے بغیر اس معاہدہ پر دستخط کئے تھے تو جب وہ وزیر خارجہ نہیں رہے تھے تو ایسا ہونا چاہئے تھا کہ پاکستان اس قسم کے مزید معاہدے بالکل نہ کرتا۔لیکن تاریخ بتاتی ہے کہ عملاً بالکل الٹ ہوا اور اس کے بعد تو اس قسم کے معاہدات غیر معمولی طور پر تیز رفتاری سے ہونے لگے اور اس کی سب سے بڑی مثال تو سینٹو ہی ہے جس میں پاکستان 1955ء میں شریک ہوا۔ Sudhansu Kumar Patnaik لکھتے ہیں:۔

Coming to Pakistan's foreign policy during the period (1954-57), one found that it underwent dramatic changes following its decision to align with the United States. In quick succession it joined one military alliance after another.

(Pakistans Foreign Policy by Sudhansu Kumar Patnaik. Published by Kalpaz Publications, p 220)

یعنی اس معاہدہ پر دستخط کرے کے بعد پاکستان کی خارجہ پالیسی میں ڈرامائی تبدیلی آئی اور اس نے 1954ء سے 1957ء تک یکے بعد دیگرے امریکہ کے ساتھ بہت سے عسکری معاہدے کئے۔

حکومت پاکستان کی پالیسی

جیسا کہ ہم واضح کر چکے ہیں کہ ہر حکومت اس بات کی مجاز ہوتی ہے کہ وہ اپنے ملک کے مفاد میں ہر قسم کے معاہدے کرے یا ان کو ترک کر دے اور اس بارے میں اس کے عوام اور منتخب اسمبلیاں اس سے پوچھ گچھ کا حق رکھتے ہیں اور اس معاہدے میں بھی ایک شق موجود تھی کہ جو ملک اس سے علیحدہ ہونا چاہے وہ ایک سال کا نوٹس دے کر علیحدہ ہو سکتا ہے اور ایک طویل عرصہ بعد پاکستان اس سے علیحدہ بھی ہوا۔لیکن چوہدری ظفراللہ خان صاحب کے وزارت خارجہ سے رخصت ہونے کے بعد حکومت پاکستان کی سیٹو کے بارے میں کیا پالیسی تھی اس کا اندازہ فیروز خان نون صاحب کی اس تحریر سے ہوتا ہے۔فیروز خان نون صاحب 1950ء کی دہائی میں پہلے وزیر خارجہ اور پھر وزیر اعظم

رہے۔ وہ لکھتے ہیں:۔

As a government we fully supported the Baghdad Pact and Seato..

(From Memory by Feroz Khan Noon, The National Book Foundation 1993,p 262)

یعنی بحیثیت گورنمنٹ ہم مکمل طور پر معاہدہ بغداد اور سیٹو کی حمایت کررہے تھے۔

بسا اوقات جب کوئی عالمی طاقت کسی ملک کے عہدیداروں سے مذاکرات کررہی ہوتی ہے تو یہ مذاکرات ان حدود سے تجاوز کرجاتے ہیں جو کہ ان عہدیداروں کے لئے ان کی حکومت نے مقرر کی ہوتی ہیں۔ اب جب کہ اس دور کے بہت سے خفیہ کاغذات منظرِ عام پر آچکے ہیں ہم یہ دیکھ سکتے ہیں کہ پاکستان کی کس شخصیت نے اس رجحان کو چیک کیا تھا۔ ان دستاویزات کے مطابق وہ صرف چوہدری ظفراللہ خان صاحب کی شخصیت تھی جنہوں نے امریکی عہدیداروں کو کہا تھا کہ وہ دورہ کرنے والے پاکستانی عہدیداروں سے صرف ان تکنیکی امور کے بارے میں بات کرے جو ان کے سپرد ہیں اور جہاں تک پالیسی امور کا تعلق ہے امریکہ کی حکومت کو پاکستان کی حکومت سے بات کرنی ہوگی۔ (ملاحظہ کیجئے Crossed Swords, by Shuja Nawaz, published by Oxford University Press 2008,p 104)

تاریخی حقائق کو مسخ کرنے کا افسوسناک عمل پاکستان میں ایک عرصہ سے جاری ہے۔ لیکن بسااوقات غلط حقائق اس انداز میں پیش کئے جاتے ہیں جس سے پاکستان کی عزت پر اور ملک کے وقار پر حرف آتا ہے اور خاص طور پر موجودہ حالات میں جبکہ پاکستان کے دشمن ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں کہ کسی طرح پاکستان کو دنیا کے سامنے ایک ناکام ریاست اور غیر ذمہ دار قوم کی صورت میں پیش کیا جائے، پاکستان کی تاریخ کے بارے میں اس قسم کی غلط بیانی سے دشمن کے ہاتھ مضبوط کرنے کا سوا کوئی اور مقصد حاصل نہیں کیا جاسکتا۔ مخالف پر بھی کیچڑ اُچھالنا ایک غیر مہذب فعل ہے لیکن بدترین صورت یہ ہوسکتی ہے کہ کوئی خود اپنے ماضی پر ہی کیچڑ اُچھالنے لگ جائے اور خلاف واقعہ باتیں بیان کرکے خود کو غیر ذمہ وار ثابت کرنے کی کوشش کرے اور یہ ظاہر کرنے کی کوشش کرے کہ یہ وہ ملک ہے جو بین الاقوامی معاہدوں میں شامل ہوجاتا ہے اور اس کی حکومت کو خبر بھی نہیں ہوتی کہ کیا ہوگیا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے فرائض ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

مکرم پروفیسر راجا نصراللہ خان صاحب

مخلص دوست مکرم شیخ محمد نعیم صاحب کا ذکرِ خیر

مکرم شیخ محمد نعیم صاحب نہایت ہی ملنسار، بااخلاق، چاق و چوبند اور ہنس مکھ انسان تھے اور وہ دوستوں کے دوست تھے۔ خاکسار سے ان کا مخلصانہ و برادرانہ تعلق کئی سالوں پر محیط تھا۔ ہم دونوں کے درمیان تحائف کا تبادلہ بھی رہتا تھا۔ میں عموماً موسم گرما میں آئس کریم اور سردیوں میں گاجر کا حلوہ بطور تحفہ بھیج کر بہت فرحت محسوس کرتا تھا۔ جب میں محترم شیخ صاحب کو کوئی اس طرح کا تحفہ بھیجتا ان کا خوشی اور شکریہ کا ٹیلی فون ضرور آتا اور پھر چند منٹ تک خوشکن اور دوستانہ مذاق کا سلسلہ بھی چلتا۔ علاوہ ازیں وہ روزنامہ الفضل میں خاکسار کا کوئی مضمون پڑھتے تو ٹیلی فون پر بہت خوشی اور پذیرائی کا اظہار کرتے۔

کچھ عرصہ قبل خاکسار نے مایہ ناز احمدی جرنیل اور فاتح چھمب اختر حسین ملک صاحب کے متعلق نوائے وقت میں شائع ہونے والے لیفٹیننٹ کرنل (ر) عبدالرزاق بگٹی کے مضمون کا ایک اہم اقتباس الفضل کو بھیجا تھا۔ مضمون نگار عبدالرزاق بگٹی نے اپنے متذکرہ مضمون میں جنرل اختر ملک کے ایک نادر خط کا بغیر ماخذ کے تذکرہ کیا تھا۔ جب شیخ محمد نعیم صاحب نے خاکسار کا ارسال کردہ اقتباس جس میں جنرل اختر ملک کے خط کا تذکرہ بھی تھا الفضل میں پڑھا تو ٹیلی فون پر بہت خوشی کا اظہار کیا کہ اتنا عمدہ حوالہ پڑھنے کو ملا تو میں نے نوائے وقت میں مذکورہ خط کے ذکر میں کہا کہ اصل خط کا حوالہ اور فوٹو کاپی حاصل کرنے کا کیا طریقہ ہوسکتا ہے۔ تو محترم شیخ نعیم صاحب نے فوراً کہا کہ اگر جنرل اختر حسین ملک کی فیملی کے فلاں عزیز سے رابطہ ہوسکے تو وہ کوئی حل بتا سکیں گے۔ محترم شیخ صاحب کے مشورہ کے مطابق میں نے کوشش کی تو اصل خط کا ماخذ اور فوٹوسٹیٹ مل گئے۔ جس کا ترجمہ خاکسار نے ایک مفصل مضمون میں شامل کرکے روزنامہ الفضل کو بھجوادیا۔ اس واقعہ سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ محترم شیخ نعیم صاحب اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک زیرک اور صائب مشورہ دینے والے شخص تھے۔

زبردست یادداشت اور خدا کی رضا میں راضی

محترم شیخ محمد نعیم صاحب کے عمدہ حافظے کے متعلق دو دوستوں نے خاکسار کو حیرت انگیز واقعات سنائے۔ محترم رانا تصور احمد صاحب (صدر صاحب محلّہ) نے بتایا کہ محترم شیخ صاحب کا حافظہ کمال کا تھا۔ رانا صاحب فرمانے لگے کہ تقریباً 1960ء اور 1970ء کی دہائیوں میں ربوہ میں جتنی بھی کاریں تھیں ان سب کے پلیٹ نمبرز شیخ صاحب کو ازبر تھے۔

خاکسار غمزدہ دل کے ساتھ تعزیت کے لئے حاضر ہوا تو محترم شیخ صاحب کے برادرِ نسبتی مکرم عبدالحی صاحب ایڈووکیٹ لاہور سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے بتایا کہ محترم شیخ صاحب کے پاس کبھی ٹیلی فون نمبرز کی ڈائریکٹری نہیں دیکھی انہیں سب ضروری نمبر زبانی یاد تھے۔ ایک اور واقعہ انہوں نے اس زمانے کا سنایا جب محترم شیخ نعیم صاحب نواب شاہ میں مربی سلسلہ کے طور پر خدمات انجام دے رہے تھے۔ واقعہ یہ ہے کہ نواب شاہ کی جماعت کے ایک خادم کا موٹر سائیکل چوری ہوگیا۔ وہ دوست بہت پریشان تھے۔ محترم شیخ صاحب کسی کام سے ایک ایسے ایریا میں گئے جہاں ان کی نظر ایک موٹر سائیکل پر پڑی وہ فوراً پہچان گئے کہ یہی اس خادم کا چوری شدہ موٹر سائیکل ہے کیونکہ انہیں موٹر سائیکل کا نمبر زبانی یاد تھا۔ اس طرح وہ Motor Bike اس خادم کو واپس مل گیا۔

محترم عبدالحی صاحب نے ان کے خاندانی حالات بیان کرتے ہوئے یہ بھی بتایا کہ محترم شیخ محمد نعیم صاحب ایک متمول گھرانے سے تعلق رکھتے تھے۔ ان کے والد محترم شیخ محمد اسلم صاحب ٹرانسپورٹر تھے اور دنیاپور اور ملتان کے درمیان ان کی کئی مسافر بسیں چلتی تھیں۔ لیکن 1974ء میں مفسدین اور مخالفین نے ان کی کئی بسوں کو آگ لگا کرنا کارہ بنادیا۔ بہرحال اس گھرانہ نے خدا تعالیٰ کے فضل سے اس سارے نقصان کو برداشت کیا اور اخلاص و وفا میں اور بھی بڑھ گئے۔ اللہ تعالیٰ نے شیخ نعیم صاحب کو بھی خوب سیرچشم اور راضی برضا بنایا تھا۔

مالی قربانی اور وضعداری

محترم عبدالحی ایڈووکیٹ صاحب نے یہ بھی بتایا کہ محترم شیخ صاحب چندوں کی ادائیگی کے سلسلہ میں ہمیشہ مستعد رہتے تھے۔ علاوہ ازیں وہ ضرورتمندوں پر بھی کھلے دل سے خرچ کرتے تھے۔

ایڈووکیٹ صاحب فرمانے لگے کہ ہماری ہمشیرہ (اہلیہ محترم شیخ نعیم صاحب) اکثر کہتی تھیں کہ شیخ صاحب کی اس مالی ایثار کا نتیجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے رزق میں برکت عطا فرماتا ہے۔

اب خاکسار ایک عجیب واقعہ بیان کرنا چاہتا ہے۔ چند ماہ پیشتر ایک صاحب بیرون ربوہ سے ایک لفافے کی شکل میں خاکسار کے لئے کچھ حساب کتاب کی رقم لائے یہ چند ہزار کی رقم تھی جو لفافے کے باہر بھی درج شدہ تھی۔ ان صاحب کا خاکسار کو فون آیا کہ میں حساب کی رقم لایا ہوں وہ کون وصول کرلے گا۔ میں نے دریافت کیا کہ آپ اس وقت کہاں ہیں فرمانے لگے میں اس وقت دفتر میں شیخ محمد نعیم صاحب کے پاس بیٹھا ہوں میں نے عرض کیا کہ آپ بلاجھجک یہ لفافہ شیخ صاحب کے سپرد کردیں میں بعد میں منگوالوں گا۔ بعد میں میں نے محلّہ کے ایک برخوردار خادم کو بھیجا کہ محترم شیخ نعیم صاحب سے وہ امانت لے آئے۔ اس خادم نے وہ لفافہ مجھے لاکر دیا اور کہا کہ شیخ صاحب نے بتایا ہے کہ جو صاحب وہ لفافہ لائے تھے انہوں نے مجھے کھلا لفافہ دیا تھا اور میں نے اسی طرح اپنے پاس رکھ لیا تھا۔ شیخ صاحب نے جب اس خادم کو لفافہ دیتے ہوئے کہا کہ پہلے رقم گن لیں تو ایک ہزار روپے کم نکلے۔ خیر وہ خادم اس طرح وہ لفافہ میرے پاس لے آیا اور میں نے ساری بات سن کر وہ رقم رکھ لی۔ مختصراً یہ کہ دو دن بعد محترم شیخ صاحب نے مجھے ایک ہزار روپے کا نوٹ بھجوایا کہ یہ پیسے اس رقم کے حساب کا حصہ ہیں اس لئے بھجوا رہا ہوں۔ میں شش و پنج میں پڑ گیا کہ لگتا ہے یہ ہزار روپیہ محترم شیخ صاحب نے یہ سوچ کر مجھے بھجوائے ہیں کہ لفافہ وصول کرتے ہوئے انہیں لفافے کے اوپر درج رقم کے مطابق پیسے چیک کرلینے چاہئیں تھے لہٰذا انہوں نے اخلاقی ذمہ داری اور وضعداری کی بنا پر اپنے پاس سے ہزار روپیہ بھیج دیا ہے۔

میں نے پھر اس خادم کو بلوایا اور ساری بات بیان کی تو ہم اس نتیجے پر پہنچے کہ یہ ہزار روپے کا نقصان محترم شیخ صاحب نے اپنی جیب سے پورا کردیا ہے۔ میں نے فوراً اس خادم کو سمجھا کر اس کے ہاتھ وہ ہزار روپیہ محترم شیخ صاحب کو بھجوادیا اور ٹیلیفون پر ان سے اصرار کیا کہ یہ روپے ان کے ذمہ نہیں بنتے۔ اس لئے میرے لئے یہ پیسے جائز نہیں ہیں۔ تب جاکر یہ قصہ ختم ہوا۔ واقعی محترم شیخ صاحب یار طرحدار اور وضعدار شخصیت تھے۔ وہ آخری سفر پر بھی بغیر کسی کو تکلیف دیئے آرام سے روانہ ہوگئے۔ ؎

کس قدر وضعدار ہیں ہم لوگ
قبر میں بھی سفید پوش رہے

خوش نصیبی

شیخ نعیم صاحب وہ خوش نصیب خادم سلسلہ ہیں جن کا ذکرِ خیر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ الودود نے خطبہ جمعہ فرمودہ 20 جنوری 2012ء کے آخر پر فرمایا۔ خدا تعالیٰ ان سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور سب لواحقین کا حامی و ناصر ہو۔ آمین

اطلاعات و اعلانات

نوٹ: اعلانات صدر/امیر صاحب حلقہ کی تصدیق کے ساتھ آنا ضروری ہیں۔

تقریب آمین

مکرم راجہ فاضل احمد صاحب دارالرحمت غربی ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کی پوتی حانیہ احمد بنت مکرم راجہ محمد احمد صاحب ہمبرگ جرمنی حال ربوہ نے بعمر 4 سال 8 ماہ خدا تعالیٰ کے فضل سے قرآن مجید کا پہلا دور مکمل کرلیا ہے۔ اس کی تقریب آمین مورخہ 15 مارچ 2012ء کو خاکسار کے مکان نمبر 29/6 دارالرحمت غربی ربوہ میں ہوئی۔ بچی سے قرآن شریف محترم مولانا نذیر احمد صاحب ریحان مربی سلسلہ نے سنا اور دعا کروائی۔ بچی کو قرآن کریم اس کی والدہ مکرمہ رفعت یاسمین صاحبہ نے پڑھایا ہے۔ بچی مکرم نور احمد نیر صاحب مقیم ہمبرگ جرمنی کی نواسی اور حضرت حافظ احمد دین صاحب ڈنگوی اور حضرت مولوی محمد عبداللہ صاحب بوتالوی رفقاء حضرت مسیح موعود کی نسل سے ہے۔ احباب سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ بچی کو قرآن کریم پڑھنے، اس کے علوم کو سیکھنے اور اس کی تعلیمات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرماتا رہے۔ آمین

ولادت

مکرم ریاض احمد مانگٹ صاحب دارالرحمت غربی ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کے بیٹے مکرم اعجاز احمد مانگٹ صاحب کارکن دارالقضاء کو اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے مورخہ 21 فروری 2012ء کو ایک بیٹا عطا کیا ہے جس کا نام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت فراز احمد عطا فرمایا ہے۔ جو وقف نو کی بابرکت تحریک میں شامل ہے۔ نومولود مکرم عزیز الرحمٰن صاحب کارکن دفتر آڈٹ کا نواسا اور حضرت چوہدری جہان خان صاحب آف مانگٹ اونچا رفیق حضرت مسیح موعود کی نسل سے ہے۔ احباب جماعت سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ نومولود کو نیک، صالح، خادم دین اور والدین کے لئے قرۃ العین بنائے۔ (آمین)

درخواست دعا

مکرم ماسٹر علیم الدین قمر صاحب دارالعلوم شرقی ہادی ربوہ تحریر کرتے ہیں کہ خاکسار کے پوتے صباح الدین کی ناک کا سرجیکل آپریشن مورخہ 27 مارچ 2012ء کو متوقع ہے احباب سے آپریشن کی کامیابی نیز آپریشن کی پیچیدگیوں سے محفوظ رہنے کے لئے درخواست دعا ہے۔ آمین

سانحہ ارتحال

مکرم احسن فاروق گوندل صاحب معلم وقف جدید کوٹ دیال داس ضلع ننکانہ صاحب تحریر کرتے ہیں۔

میری اہلیہ مکرمہ عاتکہ مقصود صاحبہ بنت مکرم مقصود احمد صاحب پنڈی بھاگو ضلع سیالکوٹ مورخہ 28 فروری 2012ء کو جناح ہسپتال لاہور میں مختصر علالت کے بعد وفات پاگئیں۔ اسی روز پنڈی بھاگو میں بعد نماز عصر خاکسار نے نماز جنازہ پڑھائی اور مقامی احمدیہ قبرستان میں تدفین کے بعد دعا مکرم نوید احمد صاحب مربی سلسلہ پنڈی بھاگو نے کروائی۔ مرحومہ کے ساتھ خاکسار کی شادی 2007ء میں ہوئی تھی۔ سسرال سے ان کا تعلق بہت اچھا تھا آپ مہمان نواز، نیک سیرت اور ملنسار تھیں۔ 2007ء میں پہلے سنٹر کوٹ دیال داس ضلع ننکانہ میں میری ڈیوٹی لگی۔ سنٹر میں خاکسار کے ساتھ بہت زیادہ تعاون کرتیں۔ احمدی غیر احمدی عورتیں جب آتیں تو سب کام چھوڑ کر ان کے پاس بیٹھ جاتیں ان کا حال احوال پوچھنے کے بعد مہمان نوازی کرتیں۔ سنٹر سے باہر نکلتے وقت سب عورتوں کو پہلے سلام کرتیں نظمیں زبانی یاد کی ہوئی تھیں ترنم کے ساتھ پڑھتیں اجلاسات میں بھی پڑھتیں۔ شرائط بیعت زبانی یاد کی ہوئی تھیں جو کہ اکثر سناتیں کہ میں بھول تو نہیں گئی۔ نماز پڑھتیں، قرآن کریم پڑھتیں، باترجمہ شروع کیا ہوا تھا۔ پردہ کی بہت پابند تھیں۔ جب جناح ہسپتال لاہور میں ایڈمٹ تھیں۔ ان کی والدہ صاحبہ نے کہا کہ بیٹی تم بیمار ہو اور ہسپتال میں داخل ہو۔ سب لوگ اسی طرح گھوم رہے ہیں آپ بھی برقعہ اتار دو اوپر کمبل تو لیا ہوا ہے۔ مرحومہ کہنے لگیں مجھے شرم آتی ہے ڈاکٹرز بار بار آتے ہیں پھر دوسرے لوگ بھی وارڈز میں آتے ہیں آٹھ دن ہسپتال میں داخل رہیں لیکن برقعہ نہیں اتارا۔ جماعت احمدیہ لاہور نے ان کے ہسپتال میں داخلہ کے وقت بہت تعاون کیا۔ اللہ ان کو جزا دے۔ مرحومہ نے ایک بیٹی ہانیہ گوندل عمر تین سال یادگار چھوڑی ہے۔ احباب سے درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور بچی کا حامی و ناصر ہو۔ خاکسار ان تمام احباب کا شکر گزار ہے جنہوں نے خاکسار کو مل کر یا ٹیلی فون پر خاکسار سے اظہار ہمدردی کیا۔

سانحہ ارتحال

مکرم رانا سلطان احمد خان صاحب مینیجر ماہنامہ خالد و تشحیذ الاذہان ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کے ایک دیرینہ دوست مکرم نسیم احمد شمس صاحب آف رحمٰن پورہ حلقہ کریم نگر فیصل آباد کے والد محترم نذیر احمد صاحب سہگل ابن مکرم میاں غلام محمد صاحب 11 مارچ 2012ء کو مختصر علالت کے بعد صبح قریباً گیارہ بجے 72 سال کی عمر میں الائیڈ ہسپتال فیصل آباد میں انتقال کر گئے۔ مرحوم خدا تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے اور اپنی زندگی میں ہی حصہ جائیداد ادا کر چکے تھے مرحوم کی نماز جنازہ اسی روز بعد از نماز مغرب بیت الحمد کریم نگر میں مکرم ناصر احمد صاحب گورائیہ مربی ضلع فیصل آباد نے پڑھائی اور جنازہ ربوہ لایا گیا۔ اگلے روز بعد از نماز مغرب و عشاء بیت المبارک میں محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی نے نماز جنازہ پڑھائی۔ بہشتی مقبرہ میں تدفین کے بعد محترم نصیب احمد صاحب بٹ نائب صدر مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان نے دعا کرائی۔ مرحوم بہت سی خوبیوں کے مالک، پابند صوم و صلوٰۃ، تہجد گزار، خلافت سے بے انتہا عشق رکھنے والے فرائض کے علاوہ نفلی عبادتوں کے پابند غریب پرور ہر ایک کے دکھ درد میں شریک ہونے والے احمدیت کے فدائی تھے۔ مرحوم نے اپنی اولاد کی اعلیٰ رنگ میں تربیت کی آپ کی اولاد جماعتی خدمات میں پیش پیش ہے۔ آپ نے اپنی یادگار بیگم صاحبہ کے علاوہ چار بیٹے مکرم عزیز احمد خالد صاحب آف جرمنی مکرم مظفر احمد ظفر صاحب آف لندن، مکرم نسیم احمد شمس صاحب آف فیصل آباد، مکرم نعیم احمد بٹ صاحب آف لندن، تین بیٹیاں محترمہ خالدہ فضیلت صاحبہ اہلیہ مکرم احسان اللہ وڑائچ صاحب آف سانگلہ ہل، مکرمہ مبارکہ فضیلت صاحبہ اہلیہ مکرم نفیس احمد بٹ صاحب آف لندن، مکرمہ شازیہ فضیلت صاحبہ اہلیہ مکرم انیس احمد بٹ صاحب آف لندن کے علاوہ 5 پوتے 9 پوتیاں اور 2 نواسے 8 نواسیاں یادگار چھوڑی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے تمام اولاد شادی شدہ اور اپنے گھروں میں خوش و خرم زندگی گزار رہے ہیں۔ احباب کرام سے درخواست دعا ہے کہ مولا کریم لواحقین کو صبر جمیل عطا کرے اور ان کی اولاد کو صحیح رنگ میں ان کی یادوں کو زندہ رکھنے کی توفیق عطا کرے۔ آمین

عطیہ چشم

(نور آئی ڈونرز ایسوسی ایشن مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان)

نور آئی ڈونرز ایسوسی ایشن مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان کی طرف سے وقتاً فوقتاً احباب جماعت کو عطیہ چشم کی تحریک کی جاتی ہے نیز وفات پانے والے آئی ڈونرز سے حاصل کردہ صحت مند کارنیا بذریعہ آپریشن موزوں نابینا افراد کو لگایا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ ایسوسی ایشن بلاتفرق مذہب و ملت ملک بھر میں بینائی کی بحالی کے سلسلے میں منفرد خدمت کی توفیق پا رہی ہے۔

اگر آپ کے علم میں کسی بھی عمر کے ایسے مریض ہیں جو آنکھوں کی بیرونی جھلی کارنیا (CORNEA) کی انفیکشن یا کسی اور خرابی کے نتیجے میں بینائی کی دولت سے جزوی یا کلی طور پر محروم ہیں تو وہ نور آئی ڈونرز ایسوسی ایشن کے مرکزی دفتر واقع نور العین میں رابطہ کریں اور اپنے کوائف کا اندراج کروالیں۔ ایسوسی ایشن کے پاس ایسے نابینا افراد کا کمپیوٹرائیزڈ ریکارڈ موجود ہے اور باری آنے پر ان کے آپریشن کا فوری انتظام کیا جاتا ہے۔

ایڈریس: دفتر نور آئی ڈونرز ایسوسی ایشن واقع نور العین بالمقابل فضل عمر ہسپتال ربوہ۔ دفتر میں مندرجہ ذیل نمبروں پر رابطہ کیا جاسکتا ہے۔

047-6212312,047-6215201

(صدر نور آئی ڈونرز ایسوسی ایشن ربوہ)

ربوہ کے مضافات میں پلاٹس کے خریداران متوجہ ہوں

ربوہ کے مضافات میں جن احباب کے پلاٹس ہیں ان سے گزارش ہے کہ اپنے پلاٹس پر قبضہ کرنے کیلئے چار دیواری اور کم از کم ایک کمرہ تعمیر کریں۔ جو احباب مضافاتی کالونیوں میں اپنے پلاٹ کی خرید و فروخت کسی پراپرٹی ڈیلر یا ایجنٹ کے ذریعہ کرنا چاہیں تو ان سے درخواست ہے کہ وہ صرف منظور شدہ پراپرٹی ڈیلر کی معرفت تحریری سودا کریں اور سودا کرنے سے قبل پراپرٹی ڈیلر کا اجازت نامہ ضرور چیک کرلیں۔

صدر مضافاتی کمیٹی لوکل انجمن احمدیہ ربوہ

تریاق اٹھراء

مرض اٹھراء کیلئے لاثانی اور مشہور عالم گولیاں

نور نظر

اولاد نرینہ کیلئے کامیاب دوا

خورشید یونانی دواخانہ رجسٹرڈ گولبازار ربوہ (چناب نگر)

فون: 0476211538 فیکس: 0476212382

خبریں

وٹامن ای کا استعمال ہڈیوں کو کھوکھلا کر دیتا ہے

وٹامن ای کے استعمال سے ہڈیاں کمزور ہو جاتی ہیں نیچر جریدے میں شائع تحقیق کے مطابق وٹامن ای کا استعمال عارضہ قلب کے خطرات میں کمی ضرور لاتا ہے لیکن اس کے کھانے سے ہڈیوں کے ٹشو ضائع ہوجاتے ہیں جس سے ہڈیاں کمزور ہوجاتی ہیں۔ جاپان کی کیو یونیورسٹی کے محقق شوٹکیڈا کا کہنا ہے کہ وٹامن ای ہڈیوں کے ایسے خلیات میں کمی لاتا ہے، جوان کی ساخت اور مضبوطی کو قائم رکھتے ہیں۔ وٹامن ای قدرتی غذائی اشیاء جیسا کہ زیتون، سورج مکھی کے کھانے والے تیل، گری دار میوہ جات اور پتوں والی سبزیوں میں پایا جاتا ہے۔ وٹامن ای عارضہ قلب، کینسر اور بڑھاپے میں فائدہ مند ہیں لیکن نئی تحقیق نے چونکا دیا ہے۔ تحقیق میں وٹامن ڈی ہڈیوں کے خلیات میں اضافہ اور مضبوطی جب کہ وٹامن ای اس کے برعکس کام کرتا ہے۔ اوسٹریوپروسس ایک ایسی بیماری ہے جو عمر کے ڈھلنے کے ساتھ ہڈیوں کے ٹشوز کمزور ہونے اور اوران کی مضبوطی کی کمی سے رونما ہوتی ہے اور یہ بڑھاپے میں خاص کر خواتین کو متاثر کرتی ہے اس سے پہلے یہ تحقیق جانوروں پر کی گئی لیکن اب سائنسدانوں کا کہنا ہے کہ وٹامن ای انسانی ہڈیوں کو بھی شدید متاثر کرتا ہے۔ جاپانی سائنسدانوں نے یہ تحقیق چوہوں پر کی۔ برطانیہ میں لاکھوں لوگ وٹامن ای استعمال کرتے ہیں۔ دس فی صد سے زیادہ امریکی ہرروز وٹامن ای کھاتے ہیں۔

بیلجیئم، مسجد کو آگ لگا کر شہید کر دیا گیا

پیش امام جاں بحق، مشتبہ شخص گرفتار

بیلجیئم کے دارالحکومت برسلز میں ایک شخص نے مسجد کو آگ لگا کر شہید کر دیا، آتش زدگی کے دوران دم گھٹنے سے پیش امام جاں بحق ہوگیا اور مسجد کی پوری عمارت جل گئی۔ برسلز کے میئر کے مطابق ایک شخص نے آتش گیر مادہ مسجد میں پھینکا جس کے باعث اس میں آگ لگ گئی۔ پولیس نے مسجد کے قریب ایک مشکوک شخص کو حراست میں لے لیا ہے۔

(روزنامہ جنگ 14مارچ 2012ء)

مکرم نصیر احمد قمر ایڈیٹر الفضل انٹرنیشنل

سالانہ نمبر پر تبصرہ اور جماعت احمدیہ کی خدمت خلق

روزنامہ الفضل ربوہ کا سالانہ نمبر 2011ء موصول ہوا۔ جزاکم اللہ

یہ سالانہ نمبر نہایت خوبصورت اور پُر از معلومات ہے۔ ''خدمت خلق نمبر'' نکالنے پر دلی مبارکباد قبول کریں۔ اللہ تعالیٰ سب مضمون نگاروں اور اس نمبر کی ترتیب وتدوین میں خدمت بجالانے والوں کو جزائے خیر سے نوازے۔ اس موضوع پر یہ مختصر مگر بہت عمدہ اشاعت ہے۔ جماعت احمدیہ کی خدمت خلق کا تذکرہ تو ایسے کئی ایڈیشنز میں بھی سما نہیں سکتا۔ جماعتی طور پر اور انفرادی حیثیت میں بھی مختلف سطحوں پر خدمت خلق کا ایک بڑا حصہ تو سراً ادا ہورہا ہوتا ہے اور لوگوں کی نظر سے پوشیدہ ہوتا ہے۔ کیونکہ مقصود اللہ کی رضا ہے نہ کہ کسی قسم کی نمود ونمائش اور ریا۔ اس غرض سے مختلف اداروں کا قیام اور تحریکات اور خصوصی تقریبات کا انعقاد ایسے امور ہیں جن کو مخفی رکھنا ممکن نہیں ہوتا اس لئے ایسے امور عوام کی نظر میں آجاتے ہیں۔ ورنہ حقیقت یہی ہے کہ حضرت مسیح موعود اور آپ کے خلفاء کرام کی تعلیمات اور تربیت نگرانی میں یہ جماعت آج دنیا بھر میں خدمت انسانیت میں صف اوّل میں ہے جہاں صرف صاحب حیثیت اور مخیّر افراد ہی نہیں بلکہ غریب لوگ بھی اپنا پیٹ کاٹ کر، خود تکلیف اٹھا کر بھی خدمت انسانیت کے لئے صرف مالی ہی نہیں بلکہ قولی اور عملی طور پر بے لوث خدمت انجام دیتے ہیں۔ اور اس کے ساتھ ساتھ خدمت خلق میں ان متضرعانہ دعاؤں کا بھی تو حصہ ہے جو خلیفۂ وقت اور خلافت سے وابستہ جماعت دنیا کے دکھوں کو دور کرنے کے لئے کرتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان دعاؤں کے نتیجہ میں بھی لاکھوں لوگوں کو بیماریوں سے شفا نصیب ہوتی، مشکلات سے نجات ملتی اور ان کے طرح طرح کے دکھوں کا مداوہ ہوتا ہے۔

جیسا کہ خاکسار نے عرض کیا جماعت احمدیہ کی خدمت خلق کے مضمون کا احاطہ ممکن نہیں۔ یہ واحد عالمی جماعت ہے جو دین کی درخشندہ تعلیمات کے مطابق آسمانی قیادت کی زیرہدایت خالصۃً للہ خدمت نوع انسان کے لئے دن رات ایک کئے ہوئے ہے۔ ان خدمت خلق کرنے والوں میں دنیا کے ہر خطہ سے اور ہر رنگ ونسل کے لوگ شامل ہیں اور ان کی خدمات کا دائرہ بلاتمیز رنگ ونسل وعقیدہ دنیا کے ہر انسان پر محیط ہے۔ اور یہ صرف ظاہری و مادی خدمت ہی بجا نہیں لاتی بلکہ ان کی روحانی خدمت اور نیک عاقبت کے لئے بھی دامے، درمے سخنے ہر لحاظ سے کوشاں ہے۔ وہ جو کسی نے کہا ہے کہ

خنجر چلے کسی پہ تڑپتے ہیں ہم امیر
سارے جہاں کا درد ہمارے جگر میں ہے

یہ مضمون جماعت احمدیہ پر پوری طرح صادق آتا ہے۔

گو آج دنیا اس جماعت کی قدرومنزلت سے نا آشنا ہے لیکن وہ وقت آئے گا اور انشاء اللہ جلد آئے گا جب ''ہر کہ خدمت کرد اُو مخدوم شد'' کا مضمون بھی ظاہر ہوگا اور حقیقی فلاح و کامیابی کی پُرمسرت آسمانی نوید بھی اسی جماعت کے حق میں پوری ہو کر اس کی حقانیت پر گواہی دے گی۔

ایک دفعہ پھر خاکسار کی طرف سے آپ کو اور آپ کے سب رفقاء کار کو اس نہایت مفید، معلوماتی اور دیدہ زیب ''خدمت خلق نمبر'' کی اشاعت پر دلی مبارکباد۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کے ساتھ ہو اور الفضل اسی طرح اپنی پوری آب و تاب اور درخشندہ روایات کے ساتھ شائع ہوتا رہے اور قارئین کو علم وعرفان سے متمتع فرماتا رہے۔

اس ناچیز کو بھی اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ اللہ تعالیٰ تمام مفوّضہ فرائض کی احسن اور مقبول رنگ میں بجا آوری کی توفیق بخشے۔

ربوہ میں طلوع وغروب 26۔مارچ	
طلوع فجر	4:39
طلوع آفتاب	6:03
زوال آفتاب	12:14
غروب آفتاب	6:25

درخواست دعا

مکرم خالد فاروق صاحب کارکن روزنامہ الفضل تحریر کرتے ہیں۔

میری والدہ مکرمہ شریفاں بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم کرامت اللہ صاحب دارالنصر وسطی ربوہ کی آنکھ کا آپریشن فضل عمر ہسپتال ربوہ میں 24مارچ 2012ء کو ہوا ہے۔ احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ شفاء کاملہ وعاجلہ عطا فرمائے اور ہر قسم کی پیچیدگیوں سے محفوظ رکھے۔ آمین

اکسیر بواسیر
خونی بواسیر کی مفید مجرب دوا
ناصر دواخانہ رجسٹرڈ گولبازار ربوہ
فون: 047-6212434

قائم شدہ 1952ء
خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
شریف جیولرز
اقصیٰ روڈ۔ربوہ
پروپرائیٹر: میاں حنیف احمد کامران
047-6212515
0300-7703500

FR-10

W.B
پروپرائٹر: وقار احمد مغل
Waqar Brothers Engineering Works
Surgical & Arthopedic instruments
Shop No.6 Shaheen Market Madni Road Mustfa Abad Dhurm pura Lahore 0300-9428050,0312-9428050

BETA®
PIPES
042-5880151-5757238

نوزائیدہ اور شیرخوار بچوں کے امراض
الحمید ہومیو کلینک اینڈ سٹورز
ہومیو فزیشن ڈاکٹر عبدالحمید صابر (ایم۔اے)
عمر مارکیٹ نزد اقصیٰ چوک ربوہ فون: 0344-7801578